فکرونظر........... اسلام آباد   جلد: ۴۲، ۴۳   شمارہ: ۴، ۱

برصغیر میں علم حدیث کا آغاز

محسنہ عظیم☆

اہلِ ہندوستان تک ظہور اسلام کی خبر اسی وقت ہی پہنچ گئی تھی جب اس عالمگیر دین کا دروازہ اھلِ مکہ کیلئے پہلی مرتبہ کھلا تھا۔(۱) اوراقِ تاریخ اس بات کے شاہد ہیں کہ وہ قافلے جو عرب و ہند کے درمیان بغرضِ تجارت رواں دواں تھے۔ پہلے پہل اسلام نے انہی کے ہاتھوں ہندوستان کی سرحد پار کی تھی۔(۲) اہل عرب کے تجارتی قافلے مالابار، لنکا، مالدیپ، انڈونیشیا اورچین کے علاقوں میں آتے جاتے تھے۔ اس وقت کے ایک مشہور واقعہ معجزۂ شق القمر سے متاثر ہو کر مالابار کے راجہ زمورن کا اسلام قبول کر لینا ہے۔(۳) پھر عہد فاروقیؓ میں لنکا کے راجہ نے بھی اسلام قبول کر لیا۔(۴) مشہور مؤرخ ابنِ بطوطہ اپنے مشہورسفرنامہ میں لنکا کے بیان میں متعدد مقبروں اورمساجد کا ذکر کرتے ہیں۔(۵) جس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ لنکا میں اسلام کس حد تک پھیل چکا تھا۔

جنوبی ہند میں اسلام کی آمد

بزرگ بن شہریار رامہر مزی کی تصریح کے مطابق عہد رسالت ہی میں ایک وفد سرندیپ سے مدینہ منورہ روانہ ہوا تھا۔ جو بعض رکاوٹوں کی وجہ سے عہد فاروقی کی ابتداء میں وہاں پہنچا اور براہ راست اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی۔(۶) نیز ہندوستان کے ساحلی علاقوں میں عرب تاجروں کے لیے بڑی کشش تھی۔(۷) سندھ کے مقابلہ میں یہاں ان کو تجارتی سامان اورقسم قسم کی چیزیں زیادہ ملتی تھیں اور سرندیپ اورچین کے تجارتی اسفار میں آتے جاتے ان کو مہاراجگان وَلبھی رائے کے دیس سے گزرنا پڑتا تھا۔ ان وجوہ سے سرندیپ، چیمور، ہو بارہ، سندان، تھانہ، بھڑوچ اورکھمبائت وغیرہ کے قدیم تجارتی تعلقات نے جدید اسلامی تعلقات میں بڑی مدد دی اور طرفین کے قدیم تعارف نے جدید علاقہ کو بہت جلد ہموار کیا۔(۸)

سندھ میں اسلام کی آمد

عہد فاروقیؓ میں سر زمین سندھ میں صحابہ کرامؓ کی آمد کا بین ثبوت ملتا ہے۔ اس سلسلے میں

☆ لیکچرار گورنمنٹ کالج برائے خواتین، شیخوپورہ

مؤرخین نے جس کتاب کو اپنی تخلیقات کا اہم ترین ماخذ بنایا ہے۔ وہ ہے "چچ نامہ" تقریباً تمام ہی کتب جن میں مسلمانوں کی سندھ میں آمد کو موضوع بنایا گیا ہے ان سب کا ماخذ اولین یہی کتاب ہے۔ جیسے میر محمد معصوم کی تاریخ معصومی، میر علی شیر قانع تتوی کی تحفۃ الکرام، جناب قاضی اطہر مبارک پوری کی تصانیف "عرب و ہند عہد رسالت میں"اور"ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں" اورخان بہادرشمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ دھلوی کی تصانیف "تاریخ ہندوستان"و دیگرعربی و فارسی اورانگریزی کتب تاریخ ہندوستان۔ تاریخی روایات کے مطابق بعد از وفات پیغمبرِ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام عربوں نے ساحل سندھ میں بحری حملوں کا سلسلہ جاری کردیا۔ اس بارے میں بلا ذری فتوح البلدان میں، طبری تاریخ الرسل والملوک میں، یاقوت حموی معجم البلدان اورامام ابن حزم اندلسی جمھرۃ انساب العرب میں جو کچھ بیان کرتے ہیں اس کا لب لباب یہ ہے کہ 15ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد مبارک میں بحرین اورعمان کے گورنر عثمان بن ابی العاص ثقفی نے جو پہلا بحری حملہ سندھ پر کیا وہ خلیفہ ثانی کی بلا اجازت کیا۔ یہ حملہ بمبئی کے قریب "تھانہ" کی بندرگاہ پر ہوا۔جس میں مسلمانوں کو کامیابی بھی حاصل ہوئی اوربہت سا مالِ غنیمت بھی ہاتھ آیا۔[۹] عثمان بن ابی عاص ثقفی نے جب اس کی اطلاع خلیفہ ثانی کو دی تو آپ پر جلال ہوئے اورفرمایا:۔

"یااخا ثقیف حملت دوداً علی عودِ وانی احلف باللہ ان لو اصیبوا لاخذت من قومک مثلھم"[۱۰]

" کہ تمھارا یہ اقدام انتہائی خطرناک تھا یہ گویا لکڑی پر کیڑا سوارکرکے سمندر کے حوالہ کرنا تھا خدا کی قسم اگرمسلمانوں کو کچھ نقصان ہوتا تو میں تمہاری قوم سے اتنے ہی آدمی لیتا"۔

اس کے چند دن بعد ہی عثمان بن ابی عاص نے اپنے بھائی مغیرہ بن ابی عاص کو ایک بحری بیڑے کے ہمراہ دیبل پر حملے کے لیے روانہ کیا اورخود بھڑوج پر حملہ کیا۔[۱۱] اس وقت سندھ میں چچ بن سلائج کی حکومت تھی۔[۱۲] جس زمانے میں مغیرہ نے دیبل پر حملہ کیا اس وقت دیبل کا حاکم سامہ بن دیوائج تھا۔ دیبل کے لوگ زیادہ تر تجارت پیشہ تھے۔[۱۳] اس کے بعد عہد عثمانؓ اورعہد علی المرتضیؓ میں بھی عربوں اورسندھیوں کے مابین جھڑپیں ہوتی رہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سرزمین ہندوستان میں آمدورفت کا بین ثبوت ہیں۔[۱۴]

اگرچہ عہد نبویؐ اور عہد خلافتِ راشدہؓ میں سرزمین ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی مگر ہندوستانیوں کا اس دور میں اسلام قبول کرلینا بھی ایک حقیقت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض عرب ہستیاں اپنا وطن چھوڑ کر تبلیغ اسلام کی غرض سے ہندوستان میں مستقل آباد ہو گئی تھیں۔ محمد بن

قاسم کے فوجی حملے سے پہلے اسلام ہندوستان میں بذریعہ تبلیغ داخل ہو چکا تھا اورجنوبی ہند میں اسلام مسلمان مبلغوں، تاجروں، درویشوں اورسیاحوں کے ذریعے برابر ترقی کر رہا تھا کہ کچھ حالات ایسے پیش آئے جس نے عربوں کو سندھ پر حملے کے لیے مجبورکردیا۔(۱۵)

برصغیر میں علمِ حدیث کا آغاز

صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد علمِ نبی کے وارث اور امین تھے۔ اور سر زمین برصغیر کو علمِ حدیث کے ورثا کے قدم چومنے کا شرف بارہا حاصل ہوا۔ مگر جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ان صحابہ کرامؓ سے علم حدیث کے ضمن میں مسلمانانِ برصغیر فیض یاب ہوئے یا نہیں؟ اور اگر ہوئے تو کس حد تک؟ تو اس کا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ ایک صحابی رسولﷺ اس ستارے کی مانند ہوتا ہے جس کی روشنی ماحول کو منور کردیتی ہے۔ جو صحابہ کرامؓ سر زمین برصغیر میں تشریف لائے ان میں عالمان دین بھی شامل تھے اور راویان حدیث بھی۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ برصغیر میں علم حدیث کا آغاز بھی یقیناً ان شخصیات کے ہاتھوں ہی ہوا۔ لیکن جہاں تک اس وقت علم حدیث کے کام کی نوعیت کا تعلق ہے تو وہ انفرادی اورضمنی تھی۔(۱۶) اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو صحابہ کرامؓ نے اس سر زمین میں مختصر قیام کیا دوسرے اس وقت کے سیاسی اورمعاشرتی حالات اس کام کے لیے ساز گار نہ تھے۔ اس کی تیسری اور اہم ترین وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ خود عرب میں اس وقت تدوین و اشاعت حدیث کے کام کا آغاز ہو رہا تھا۔ اور اس ضمن میں برگذیدہ محدثین صحابہ کرامؓ نے حجاز، کوفہ، بصرہ، شام اور عراق وغیرہ میں اپنے انفرادی حلقہ ہائے درس حدیث قائم کر رکھے تھے۔

جو صحابہ کرامؓ برصغیر تشریف لائے ان کا مقصد اسلامی سرحدوں کا دفاع کرنا اورہندو راجاؤں کو عوام پرظلم کرنے سے روکنا تھا۔ ان حالات میں وہ ایک جگہ مقیم ہو کر حلقہ درس قائم نہ کرسکتے تھے۔ نہ ہی اشاعتِ حدیث کا اہتمام کر سکتے تھے۔ ضمناً انہوں نے نہ صرف تبلیغِ دین کا فریضہ انجام دیا بلکہ مقامی لوگوں کی تربیت بھی فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے لوگ جن میں بدھ اورہندو مذہب کے پیرو کارشامل تھے۔ تیزی سے قبولِ اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ یوں پہلی صدی ہجری کی آخری دہائی میں سندھ میں اسلامی حکومت قائم ہوگئی اوریہی وہ دور تھا جب برصغیر میں اشاعتِ حدیث کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

برصغیر میں تشریف لانے والے صحابہ کرامؓ

سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں سرزمینِ برصغیر میں صحابہ

کرامؓ کی آمد کا ثبوت ملتا ہے۔ ان میں پہلے صحابیِ رسولؐ کا اسمِ مبارک الحکم بن ابی العاص ثقفی ہے۔[۱۷] آپ اس اسلامی فوج میں شامل تھے۔ جس نے پہلے پہل ھند کے خلاف مہموں میں حصہ لیا۔ آپ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کیں۔[۱۸] الحکم کو صحابی اورآپ سے مروی احادیث کو معروف قرار دینے میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ آپ ۴۴ھ بمطابق ۶۶۴ء میں بقید حیات تھے۔[۱۹]

صحارؓ بن العبدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ عبدالقیس سے تھا۔ آپ نے مشرقی جنگوں میں حصہ لیا اوردریائے سندھ کے مشرقی علاقے کی جو کیفیت آپ نے حضرت عمرؓ کے سامنے بیان کی اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ یہاں کے جغرافیائی حالات سے بخوبی واقف تھے اور مقامی باشندوں سے بھی روابط رکھتے تھے۔[۲۰]

عبید بن معمر التمیمی اس مہم میں شامل تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکران کے باغی قبائل کی سرکوبی کے لیے ۲۳ھ میں روانہ فرمائی۔ آپ مدینہ کے رہنے والے اور راویٔ حدیث تھے۔[۲۱]

عبد الرحمٰن بن سمرۃ بن حبیب بن عبدالشمس بن عبدمناف کا تعلق قبیلۂ قریش سے تھا۔ آپ نے ۸ھ میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔نبی اکرمﷺ نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔آپ نے خود نبی اکرمﷺ سے احادیث روایت کیں۔آپ کو ابن عباس،سعید بن المسیب ، ابنِ سیرین،عبدالرحمٰن بن ابی یعلیٰ اور حسن البصری کا شیخ ہونے کا امتیاز حاصل ہے آپ سے مروی احادیث میں سے ایک صحیحین میں اور صرف دو صحیح مسلم میں شامل ہیں۔[۲۲]

سنان بن سلمہ الھذلی وہ آخری صحابی رسولؐ ہیں جنہوں نے ہندوستان میں قدم رنجہ فرمایا۔عراق کے عامل ابن زیاد نے ۴۸ھ میں آپ کو اسلامی فوج کا سپہ سالا مقرر کرکے ہند روانہ کیا تھا۔ آپ امیر معاویہؓ کے عہد میں ہندوستان تشریف لائے تھے۔[۲۳] ابن حجرا لعسقلانی نے آپ کو کم عمر صحابی شمار کرکے اصابہ میں قسم ثانی میں شامل کیا ہے۔ آپ نے نبی اکرمﷺ سے جواحادیث روایت کی ہیں ان کو مرسل کا درجہ دیا جاتا ہے۔ آپ کی روایت کردہ احادیث صحیحین، ابوداؤد، ابن ماجہ اور نسائی میں ملتی ہیں۔

برصیغر میں علم حدیث کی اشاعت کا آغاز

برصغیر میں اشاعت حدیث کے کام کا آغاز دوسری صدی ہجری میں ہوا۔[۲۴] یہاں قاضی

اطہرمبارک پوری کی تصنیف،" خلافتِ راشدہ اور ہندوستان" کا اقتباس درج کیا جاتا ہے جس میں برصغیر میں علم حدیث کے آغاز پر تفصیلی تحقیق پیش کی گئی ہے۔

خلافت راشدہ میں ہندوستان کے مقبوضہ علاقوں میں دینی علوم و رجال کا چرچا اور ان کا وجود پایا جاتا تھا اس دور کے مطابق حدیث کا مذاکرہ بھی جاری تھا، باقاعدہ "اخبرنا و حدثنا" کا سلسلہ پہلی صدی کے بعد شروع ہوا جبکہ حضرت عمر بن العزیز کے حکم سے احادیث کو مدون کرکے صحف مرتب کیے گئے، اور ان کی روایت کا سلسلہ جاری ہوا، اس سے پہلے حضرات صحابہ و تابعین حسب موقع احادیث و آثار بیان کیا کرتے تھے، جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور مختلف بلاد و امصار میں صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین دینی وفقہی تعلیم کے لیے روانہ کیے گئے تو انہوں نے وہاں احادیث و شرائع کی اشاعت کی، چنانچہ ہندوستان میں بھی یہ حضرات تشریف لائے اور انہوں نے یہاں پر حسب ضرورت اس وقت کے طریقہ کے مطابق احادیث کا درس دیا، اس دعوی کی دلیل امام ابن ابی خاتم رازی کے اس بیان میں موجود ہے، وہ" تقدمتہ الجرح و التعدیل" میں لکھتے ہیں۔

ثم تفرقت الصحابة رضی اللہ عنهم فی النواحی والامصار، والثغور فی فتوح البلدان والمغازی والامارة والقضاء والاحکام فبث کل واحد منهم فی ناحیته و بالبلد الذی هوبه، ما وعاه و حفظه عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم و حکموا بحکم اللہ عز وجل، وامضوا الامورعلی ماسن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم، وافتوا فیما سئلوا عنه مماحضرهم من جواب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن نظائرهامن المسائل، وجردوا انفسهم مع تقدمة حسن النیة والقربة الی اللہ تقدس اسمه لتعلیم الناس الفرائض والاحکام والسنن والحلال والحرام حتی قبضهم اللہ عز وجل رضوان اللہ و مغفرته ورحمته علیهم اجمعین. فخلف بعد هم التابعون الذین اختارهم اللہ عز وجل لاقامة دینه و خصهم بحفظ فرائضه وحدوده وامره ونهیه و احکامه وسنن رسوله صلی اللہ علیه وسلم و اثاره فحفظوا عن صحابة رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما نشروه و بثوه من الاحکام والسنن والاثاروسائر ما وصفنا الصحابة به رضی اللہ عنهم فتقنوه وعلموه و فقهوا فیه فکانوا من الاسلام والدین ومراعاة امراللہ عز وجل، و نهیه بحیث وضعهم اللہ عز وجل و نصبهم له اذ یقول اللہ عز وجل ''والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه''. (۲۵)

رسول ﷺ کے بعد حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف شہروں، علاقوں اور سرحدوں میں

فتوحات، مغازی، امارات اور قضاۃ کے سلسلے میں پھیل گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے علاقہ اور شہر میں رسول ﷺ سے جو سن کر یاد کیا تھا سب کو عام کیا اور ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول ﷺ کے سنن جاری کیے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر امور و معاملات کو چلایا۔ اور رسول ﷺ کے مسائل کے جواب میں جو کچھ سنا تھا ان جیسے مسائل میں اسی کے مطابق فتوی دیا اور حسن نیت اور اللہ تعالے کی رضاجوئی کے ساتھ لوگوں کو فرائض واحکام سنن، حلال و حرام کی تعلیم کے لیے اپنے آپ کو ہمہ تن تیار کیا۔ اور اپنے کا م میں لگے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالے نے ان حضرات کو اٹھالیا۔

ان کے بعد حضرات تابعین آئے جن کو اللہ تعالی نے اپنے دین کی اقامت اوراپنے فرائض، حدود، امرالٰہی احکام اور رسول ﷺ کے سنن و آثار کی حفاظت کے لیے مختار ومخصوص فرمایا تھا، اور انہوں نے حضرات صحابہ سے حاصل کرکے احکام، سنن، آثار وغیرہ کو عام کیا اور وہ اتقان، تفقہ، حصول علم، اللہ کے دین کی پیروی اور امر و نہی بجا لانے میں اس مقام پر فائز تھے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو منتخب فرمایا تھا: "والذین اتبوهم باحسان رضی الله عنهم و رضواعنه" یعنی جن لوگوں نے حسن و خوبی کے ساتھ صحابہ کی اتباع کی ان سے اللہ تعالی راضی ہوا،اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

پس جس طرح حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے بلادِ اسلامیہ کے غزوات، فتوحات، امارات، اور قضاۃ وغیرہ کے سلسلے میں رہ کر کتاب و سنت کے اوامر و نواہی جاری کیے اور احادیث وفقہ کی تعلیم دی، اسی طرح انہوں نے ہندوستان میں تشریف لا کر یہاں بھی فرائض، سنن، احکام، حلال، حرام، احادیث، آثار، فقہ وغیرہ کی اشاعت فرمائی، امام ابن کثیر نے "البدایہ و النہایہ" میں سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات کے ذکر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے خلافت راشدہ میں اوائل بلاد الہند میں صحابہ کرام فاتح بن کر تشریف لا چکے ہیں، وہ لکھتے ہیں۔

و قبل ذلک قد کان الصحابة فی زمن عمر رضی الله عنه وعثمان رضی الله عنه فتحوا غالب هذه النواحی ، و دخلوا مبانیها بعد هذه الاقالیم الکبار مثل الشام ومصر، والعراق،والیمن،واوائل بلاد الترک ودخلوا الی ماوراء النهر، واوائل بلادالمغرب واوائل بلاد الهند.(۲۶)

سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات سے پہلے حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ نے ان اطراف کے اکثر حصہ کو فتح کیا، اور شام، مصر، عراق، یمن

اور اوائل بلاد ترکستان کے وسیع و عریض علاقوں میں پہنچے نیز وہ حضرات علاقہ اور ماورالنہر، اوائل بلادمغرب اور اوائل ہند میں داخل ہو گئے۔

اور ان صحابہ کرام نے اپنی ذات کے چلتے پھرتے مدرسوں سے یہاں دین کی تعلیم عام کی۔ ہماری تحقیق میں ایسے سترہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام مل سکے جو یہاں تشریف لائے ہیں جن میں دو حضرات معاویہ کے دور میں آئے اسی طرح صرف تابعین رحمہم اللہ کے نام مل سکے ہیں، جب کہ ان کی یہ تعداد یہاں آنے والے صحابہ و تابعین کی تعداد کے مقابلہ میں کھانے میں نمک کے برابر بھی نہیں ہے بلکہ اس سے کہیں زیادہ تعداد میں یہ حضرات یہاں آئے ہیں اور انہوں نے کتاب و سنت اور احادیث و فقہ کی تعلیم اس زمانہ کے طریقہ کے مطابق جاری کی، اس وقت باقاعدہ "اخبرنا و حدثنا" کا رواج نہیں ہوا تھا۔ اور صحابہ و تابعین کی مجلسیں اور مسجدیں دینی علوم و معارف کے مدرسے ہوا کرتی تھیں، بعد میں جب باقاعدہ تعلیم کا دور آیا تو ان ہی حضرات سے احادیث کی روایت کا سلسلہ چلا۔

برصغیر میں علم حدیث کا آغاز تدریجاً ہوا جس کے تین مرحلے ہیں۔

اول: پہلے مرحلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علھیم اجمعین تابعین، تبع تابعین محدثین کرام نے سرزمین عرب سے آکر مقامی نو مسلموں کے قلوب واذھان میں حدیث کا بیج بویا۔ ان میں دین حق اور اس کے پیغمبر ﷺ کی محبت اور لگن پیدا کی۔

دوم: دوسرے مرحلے میں مقامی مسلمان تلاش علم کی لگن میں اپنا وطن چھوڑ کر بلادِ عرب پہنچے۔ تاکہ وہاں پر موجود قرآن و حدیث کے برگزیدہ علمائے کرام سے علم حاصل کر سکیں۔

سوم: تیسرے مرحلے میں مقامی محدثین کرام نے مختلف مقامات پر مکاتب علم حدیث قائم کیے جہاں پر درس حدیث کا اہتمام کیا جاتا۔

درجہ اول کے محدثین کرام:

درجہ اول میں دوسری صدی ہجری کے جو محدثین کرام شامل ہیں ان کا مختصر تعارف اس طرح ہے۔

موسیٰ بن یعقوب ثقفی محمد بن قاسم کے ہمراہ سندھ تشریف لائے۔ آپ کو الور کا قاضی مقرر کیا گیا۔ آپ نے سندھ میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ آپ سنت رسولؐ کے بڑے عالم تھے۔ (۲۷)

یزید بن ابی کبشا السکسکی الدمشقی کو سلیمان بن عبدالملک نے محمد بن قاسم کی جگہ تعینات کیا تھا۔

لیکن آپ کا سندھ میں قیام صرف اٹھارہ روز پر مشتمل ہے پھر آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے ابوالدردا، شرجیل بن اوس اور مروان بن الحکم صحابہ کرامؓ سے بہت سی احادیث سماعت کیں۔ آپ سے مروی احادیث صحیح بخاری، کتاب الآثار از محمد بن حسن الشیبانی اور المستدرک حاکم میں ملتی ہیں۔[۲۸]

المفضل بن المہلب بن ابی صفرہ تابعی راوی حدیث تھے آپ نے نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابیِ رسولؐ سے حدیث روایت کی ابن حبان وغیر نا قدین علم حدیث المفضل کو ثقہ راوی قرار دیتے ہیں۔[۲۹] آپ سے مروی احادیث سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں موجود ہیں۔

ابو موسیٰ اسرائیل بن موسیٰ البصری نزیل السند، م ۱۵۵ھ-۷۷۱ء آپ کا تعلق بصرہ سے تھا آپ تجارت کی غرض سے سندھ تشریف لائے اور یہیں مقیم ہو گئے۔ آپ ثقہ راوی ہیں اور حسن البصری م۱۱۰ھ اور ابوحازم الاشجعی ۱۱۵ھ سے احادیث روایت کی ہیں آپ کا درجہ محدثین میں بلند ہے۔ سفیان ثوری م۱۶۱ھ سفیان بن عیینہ م۱۹۸ھ اور یحیی بن سعید القطان م ۱۹۸ھ جیسے محدثین آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں صحیح بخاری میں چار مقامات پر آپ سے مروی احادیث کا حوالہ ملتا ہے۔ آپ کی احادیث کتب سنن میں بھی محفوظ ہیں۔[۳۰]

الربیع بن صبیح السعدی البصری م ۱۶۰ھ-۷۷۶ء محدث و مرتب حدیث ہیں آپ خلیفہ المہدی کے عہد میں عبدالملک بن شہاب المسمعی کی قیادت میں ایک بحری فوج کے ہمراہ ہند تشریف لائے جس نے بربد پر حملہ کیا۔ عرب فوج نے بربد فتح کر لیا مگر وطن واپس جانے کے لیے ناسازگار ہواؤں کی وجہ سے بربد میں کچھ عرصہ قیام پذیر ہوگئے۔[۳۱] الربیع کا تعلق بصرہ سے تھا۔ آپ نے حضرت حسن بصری سے درسِ حدیث لیا۔ حمیدا لطویل م ۱۴۲ھ، ثابت البنانی م ۱۲۷ھ مجاہدبن جبیر م۱۰۳ھ سے بھی حصول علم حدیث کا شرف رکھتے ہیں آپ کے شاگردوں میں عبداللہ بن المبارک م ۱۸۱ھ، سفیان الثوری وکیعی م ۱۹۷ھ، ابوداؤد الطیالسی م ۲۰۳ھ اور عبدالرحمٰن بن المہدی م ۱۹۸ھ جیسے برگزیدہ محدثین کرام شامل ہیں جنہوں نے آپ سے احادیث بھی روایت کیں۔[۳۲] آپ اس گروہ محدثین میں شمار کئے جاتے ہیں جنہوں نے دوسری صدی ہجری میں جمع و تدوین حدیث کے اہم کام کا آغاز کیا تھا۔[۳۳] یہ سرزمین برصغیر کے لیے باعث افتخار ہے کہ اتنے عظیم محدثین نے اشاعت علم حدیث کے پہلے دور میں یہاں قدم رنجہ فرمایا۔

درجہ دوم کے محدثین کرام:

دوسرے درجے کے محدثین کرام میں وہ شخصیات شامل ہیں جنہوں نے تحصیل علم کے لئے دور

دراز کے سفر کیے۔ کبار محدثینِ کرام سے علم حاصل کیا اور مختلف مقامات پر مستقل طور پر اپنے حلقہ ہائے درس قائم کیے۔ اس درجہ کے محدثینِ کرام کا ذکر کتب اسماء الرجال میں ثقہ، عادل، صدوق، فاضل وغیرہ جیسے الفاظ میں کیا گیا ہے۔ سفر کے لیے ناسازگار حالات ہونے کے باوجود یہ محدثین کرام مکہ معظمہ، بغداد، بلخ، نیشاپور، مصر، شام، دمشق وغیرہ پہنچے۔ ان محدثینِ کرام کے مفصل حالات سے کتبِ تاریخ وسیر خالی ہیں۔ جو کچھ ان کے بارے میں معلوم ہوتا ہے اس میں حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے حجاز، شام، دمشق، بغداد وغیرہ میں اشاعت علم حدیث کا کام انجام دیا۔

ان میں پہلا نام ابو جعفر دیبلی (م۳۲۲ھ۔ ۹۳۴ء) کا ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے آپ کا تعلق دیبل کے مرکز علم حدیث سے ہے۔ آپ کا پورا نام محمد بن ابراہیم بن عبدالرشید دیبلی ہے۔[۳۴]

آپ نے مکہ معظّمہ کے محدثینِ کرام سے اکتساب فیض کیا اور وطن واپس نہ آئے۔ ابو جعفر دیبلی سے ابو الحسن احمد بن ابراہیم بن فراس مکی، ابو الحسن محمد بن محمد الحجاج م ۳۶۸ھ اور محمد بن ابراہیم المقری م ۳۸۱ھ نے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ نے مکہ میں وفات پائی۔[۳۵] احمد بن عبداللہ الدیبلی (م۳۴۳ھ ۹۵۴ء) نے حصولِ علم کے لیے دوردراز کے سفر کیے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں اپنے ہم وطن محدث ابو جعفر دیبلی م۳۲۴ھ سے درسِ حدیث حاصل کیا۔ مصر میں علی بن عبدالرحمٰن اور محمد بن ریان سے۔ دمشق میں حافظ احمد بن عمیر بن حوسام ۳۲۰ھ سے۔ بغداد میں جعفر بن محمد الفاراِبی م ۳۰۵ سے۔[۳۶] بصرہ میں ابو حنیفہ القاضی م ۳۰۵ھ سے۔ عسکرِ مکرم میں عبدان بن احمد الجولقی (۲۱۰ھ تا ۳۰۲ھ) سے۔ تستر میں احمد بن زہیر التستری م ۳۱۲ھ سے اور نیشا پور میں محمد بن اسحاق بن خزیمہ م۳۱۱ھ سے احادیث سماعت کیں۔ جس کے بعد آپ نے نیشا پور میں خانقاہی زندگی بسر کی۔ جہاں حاکم نیشاپوری (۳۲۱ھ تا ۴۰۵ھ) نے آپ سے درسِ حدیث لیا۔ احمد بن عبداللہ نے (۳۴۳ھ۔۹۵۴ء) میں نیشا پور میں وفات پائی۔[۳۷]

خلف بن محمد دیبلی (۳۶۰ھ) بغداد تشریف لے گئے اور وہاں درسِ حدیث دینے لگے۔ ابو الحسن بن الجزری (۳۰۶ھ تا ۳۹۶ھ) اور احمد بن عمیر نے آپ سے حدیث کا درس لیا۔[۳۸] احمد بن محمد بن ہارون دیبلی ۲۷۵ھ تا ۳۷۰ھ رے تشریف لے گئے اس کے بعد مستقل طور پر بغداد میں رہائش پذیر ہوئے۔ جہاں جعفر بن محمد الفاریابی م ۳۰۱ ھ اور احمد بن شریک الکوفی سے حدیث کا درس لیا۔ آپ کے شاگردوں میں احمد بن علی البادہ م ۴۲۰ھ ابو علی بن دوالفعامی (۳۴۶ھ تا ۴۳۱ھ) اور قاضی ابو

العلاء واسطی م ۴۳۱ کے نام شامل ہیں۔[۳۹]

حسن بن حامد دیبلی (م ۴۰۲ھ ۱۰۱۴ء) کا ذکر تاریخ بغداد میں ملتا ہے۔ آپ حدیث کے عالم تھے۔ آپ نے علی بن محمد سعید الموصلی م ۳۵۹ھ، محمد النقاش ۳۵۱ھ اورابو علی التمری م ۳۶۰ھ سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ جب آپ حدیث روایت کرتے تو آپ کی آنکھیں نم ہو جاتیں آپ نے مصر اوردمشق میں بھی درسِ حدیث دیا۔ آپ نے مصرمیں وفات پائی۔[۴۰]

ابو القاسم شعیب بن محمد بن احمد دیبلی (م ۴۰۰ھ۔۱۰۰۹ء) کا حلقہ ٔ درس مصر میں قائم تھا۔ جہاں ابو سعید بن یونس نے آپ سے زانوئے تلمذ تہ کیا۔[۴۱] سیبویہ بن عباس بن داؤد قصداری م ۴۶۳ھ نے مکہ معظّمہ میں درسِ حدیث دیا۔[۴۲]

برصغیر کے محدثینِ کرام کے اس گروہ کی جس قدر ستائش کی جائے کم ہے کہ انہوں نے اس دورمیں جب سفر کی سہولیات نہ ہونے کے برابر تھیں اورجب کہ برصغیر کے سیاسی حالات بھی مسلمانوں کے لیے مستحکم نہ ہوئے تھے اس وقت دوردراز کے علاقوں کا سفر کر کے حدیث کا علم حاصل کیا اور برصغیر میں اس گرانقدرعلم کو پہنچایا۔

اشاعتِ حدیث کا تیسرا درجہ:

وہ محدثینِ کرام جنہوں نے پہلے پہل برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کو عام کیا ان کا تعلق ابتدائی مراکزِ علم حدیث سے ہے۔ یہ ابتدائی مراکزِ علم حدیث دیبل اورمنصورہ میں قائم ہوئے۔ یہ دو مراکزِ علم حدیث اس حقیقت کے آئینہ دار ہیں کہ برصغیر کے نو مسلم حدیث سے کس قدر گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔

دیبل کا مرکز علمِ حدیث:

چوتھی صدی ہجری میں برصغیر کا پہلا مرکز علمِ حدیث دیبل میں قائم ہوا۔ دیبل کراچی اور ٹھٹہ کے درمیان واقع بندرگاہ تھی جو بعد میں سمندر کے بہاؤ کا نشانہ بن گئی۔[۴۳] یہاں یہ مرکز علمی قائم ہونے کی بہت بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک مصروف تجارتی مرکز تھا۔ جہاں عربوں کی بھی کثیرتعداد آباد تھی۔ محمد بن قاسم نے جب اس بندرگاہ کو فتح کر کے سلطنت عرب میں شامل کیا اس وقت اس نے وہاں ایک مسجد تعمیر کروائی۔[۴۴] رفتہ رفتہ یہاں اسلامی علوم کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ دیبل کے متعدد محدثین کا ذکر کتب حدیث میں ملتا ہے۔ اس مرکز علم حدیث سے تعلق رکھنے والے اہم

محدثین کرام کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ دیگر محدثین کرام میں راویٔ حدیث ابراہیم بن محمد دیبلی (م۳۴۵ھ۔ ۹۵۶) علی بن موسیٰ دیبلی وغیرہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔(۴۵)

منصورہ کا مرکزِ علمِ حدیث:

فتوح البلدان میں ہے کہ یہ شہر محمد بن قاسم کے صاحبزادے عمرو نے ۱۱۰ھ۔ ۷۲۸ء سے ۱۲۰ھ۔۷۳۸ء کے درمیان آباد کیا۔ ۲۷۰ھ۔۸۸۳ء میں زیریں سندھ میں خود مختار عرب ریاست قائم ہو گئی جس کے نتیجے کے طور پر منصورہ کو ترقی کے مواقع حاصل ہوئے اور ۳۴۰ھ میں جب اصطخری منصورہ آیا تو یہ شہر خوشحالی سے ہمکنار تھا۔ المقدسی جو ۳۷۵ھ۔ ۹۸۵ء میں منصورہ آیا اس نے یہاں کے حالات یہ بیان کیے کہ یہاں مسلمان آباد تھے جو مذہب سے بے حد لگاؤ رکھتے تھے اور مکمل اسلامی زندگی بسر کرتے تھے۔ اس کے بیان کے مطابق یہاں کے اکثر مسلمان علمِ حدیث کی بے حد قدر کرتے تھے اورظاہری فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔(۴۶) یہاں کی مساجد میں درسِ حدیث کا خاص اہتمام کیا جاتا۔ یہاں کے محدثین کرام کی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے کتبِ حدیث بھی مرتب کیں۔ یہاں کے محدثین کرام میں ابو العباس احمد بن محمد بن صالح منصوری، احمد بن محمد منصوری م ۳۸۰ھ اور عبداللہ بن جعفر بن مرہ منصوری ۳۹۰ھ ابوالفضل محمد بن عبدالعزیز الھاشمی المنصوری م ۳۲۴ھ، ابو جعفر عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ بن ابوجعفر المنصوری (م ۳۵۰ھ۔ ۹۶۱) شامل ہیں۔(۴۷)

موالیان محدثین برصغیر:

کتب تاریخ کے اوراق کھنگالتے ہوئے علمِ حدیث کی خدمات انجام دینے والے برصغیر کے ابتدائی محدثین کرام کے ایک اہم گروہ کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہ وہ ہندی جنگی قیدی ہیں جنہیں عرب، غلام بنا کر اپنے ساتھ لے گئے تھے۔(۴۸) پہلی صدی ہجری میں مسلمانوں نے علمی میدان میں خاطر خواہ ترقی کی۔ اسلام میں علم کی اہمیت کے پیشِ نظر مسلمانوں نے حصولِ علم کو اولیت دینا شروع کی۔ پھر اسلام میں غلامی کی حوصلہ شکنی اورغلاموں کے ساتھ حسنِ سلوک کے تصور نے غلاموں کو حصولِ علم کے بہترین مواقع فراہم کیے۔ جس بنا پر عربوں کے آزاد کردہ غلاموں نے علمی میدان میں بے حد ترقی کی۔ تاریخ اسلام میں مسلمان موالی نے علمی میدان میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان میں نافع مولیٰ ابن عمر۔ عکرمہ مولیٰ ابن عباس اور مجاہد وغیرہ کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ اسی طرح جو ہندی جنگی قیدی عرب پہنچے ان میں بھی قابلِ قدر محدثین کرام منظر عام پر آئے۔ ان کا درجہ کتب حدیث میں بلند ہے۔ وہ جید علمائے حدیث بھی تھے اور ثقہ راویانِ حدیث بھی۔

ان میں پہلا نام عبدالرحمٰن بن عمرو بن محمد الاوزاعی کا ہے۔(۴۹) آپ کی تاریخ پیدائش ۸۸ھ۔۷۰۶ء اورتاریخ وفات ۱۵۷ھ۔۷۷۳ء ہے آپ کے بارے میں مشہور محدث ابو زرعہ دمشقی م۲۸۱ھ فرماتے ہیں:۔

کان اصله من سبأ السند وکان ینزل الاوزاع فغلب ذلک علیه.(۵۰)

"کہ درحقیقت آپ سندھی تھے اور(دمشق کے) ایک محلے اوزاع میں رہائش پذیر ہونے کی مناسبت سے آپ کو اوزاعی کہا جاتا ہے"۔

اوزاعی مشہور عالم حدیث ہیں۔ آپ نے محمد بن شہاب زہری م ۱۲۴ھ اور نافع مولا ابن عمرؓ م۱۱۷ھ سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ عبداللہ بن مبارک، سفیان ثوری، امام مالک اور شعبہ جیسے مشہور محدثین نے آپ سے درس حدیث لیا۔ اوزاعی کے علمی کارناموں کو چند الفاظ میں بیان کرنا بیحد مشکل ہے۔ صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ سرزمینِ برصغیر کو آپ کے ھندی الاصل ہونے پر ہمیشہ ناز رہے گا۔(۵۱)

ابو معشر نجیح عبدالرحمٰن سندھی (م ۱۷۰ھ۔۷۸۶) آپ کو اللہ تعالٰی نے مدینہ منورہ میں محدث بننے کا شرف بخشا۔ آپ نے ہشام بن عروہ، نافع، محمد بن کعب القرظی محمد بن المنکدر اور سعید المقبری سے حدیث کا علم حاصل کیا۔ آپ مشہور راویٔ حدیث ہیں۔ بعد میں آپ نے بغداد میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ آپ نے کتاب المغازی تحریر کی۔ آپ کی روایت کردہ احادیث سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن ابو داؤد میں موجود ہیں۔ آپ نے اپنا علم ورثے میں اپنی اولاد کو منتقل کر دیا۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے محمد بن ابو معشر سندھی (۱۴۸ھ تا ۲۴۷ء۔ ۷۶۵ء تا ۸۶۱ء)(۵۲) بھی مشہور محدثین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے پوتے حسین بن محمد ابو معشر سندھی م ۲۷۵ھ، داؤد بن محمد م۲۸۰ھ اور نواسے قاسم بن عباس معشری م ۲۷۸ھ ممتاز محدثین کرام ہیں۔(۵۳)

دیگر ہندی موالیان جنہوں نے محدث کی حیثیت سے شہرت پائی ان میں خلف بن سالم سندھی محرمی(۵۴) (۱۶۲ھ تا ۲۳۱۔۷۷۸ء تا ۸۴۵ء) رجاء بن السندی(۵۵) (م ۲۲۱ھ۔۸۳۷) محمد بن رجاء سندھی(۵۶)(۲۴۶ء۔۸۶۰ء) محمد بن محمد بن رجاء سندھی(۵۷) (۲۰۶ھ تا ۲۸۶ھ) السندی بن عبدویہ الدھکی(۵۸) (م ۲۱۵ھ۔۸۳۰ء) جیسے برگزیدہ نام شامل ہیں۔

خطیب بغدادی کے بیان کے مطابق بغداد میں ہندی موالی نے "خان السندی" کے نام سے ایک رفاہی ادارہ قائم کیا۔ جہاں پر علم حدیث کے درس کا اہتمام کیا جاتا تھا۔(۵۹) وقت کے مشہور

محدثینِ کرام وہاں درس دیا کرتے تھے۔

برصغیر میں علمِ حدیث کے آغاز کا دور چوتھی صدی ہجری تک ہے۔ اس دور میں محدثینِ کرام کا کام انفرادی نوعیت کا تھا۔ جس کا سبب سیاسی حالات کا عدم استحکام ہے۔ اس دور کے محدثینِ کرام کی کاوشوں کا ہی یہ ثمر تھا کہ برصغیر پاک و ہند میں علمِ حدیث کی اشاعت کا کام اس قدر پھیلا کہ اس نے آگے چل کر پوری مسلم دنیا کو سایہ فراہم کیا۔ ان محدثین کرام نے ابتدائی دور میں ہی ایسی مضبوط بنیاد فراہم کی کہ بعد کے سیاسی و سماجی حالات کا اتار چڑھاؤ بھی اشاعتِ علم حدیث کے کام میں رکاوٹ پیدا نہ کر سکا۔ بقول علامہ رشید رضا:۔

ولو لا عناية اخواننا علماء الهند بعلوم الحديث فی هذا العصر لقضیٰ عليها بالزوال من امصار الشرق فقد ضعفت فی مصر والشام والعراق والحجاز منذ قرن هجری حتیٰ بلغت منتهی الضعف فی اوائل هذا القران.(۶۰)

حوالہ جات

۱۔ فتوح البلدان احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری، مصر، ص ۳۸۴
۲۔ عربوں کی جہاز رانی سید سلمان ندوی، اسلامک کلچر حیدرآباد دکن۔ ص ۵۳،۵۲
۳۔ عجائب الهند، بزرگ بن شهریار ناخدا رامهرمزی لائیڈن ۱۸۸۶ء
۴۔ ایضاً
۵۔ تحفة النظار فی غرائب الامصار و عجائب الاسفار ابن بطوطہ، مرتبہ ڈفریمری پیرس ۱۹۲۲ء
۶۔ عجائب الهند، بزرگ بن شهریار ناخدا رامهرمزی المسالک الممالک اصطخری لائیڈن ص ۶۰ تا ۷۱
۷۔ ایضاً
۸۔ ایضاً
فجر الاسلام احمد امین دار الکتاب العربی بیروت لبنان ۱۹۶۹ ج ۱ ص ۳
الاخبار الطوال، ابو حنیفه احمد بن دائود الدنیوری دار المسیر ہ بیروت جمادی الآخر ۱۳۷۹ ص ۱۱۷
کتاب الامکنه والازمنه طبع حیدرآباد ج ۲ ص ۱۶۳
۹۔ فتوح البلدان البلاذری P.K.Hrtti فتوح البلدان کا انگریزی ترجمہ مطبوعہ نیو یارک ۱۹۱۶ ج ۱ ص ۱۲۵
۱۰۔ البلاذری ایضاً ص ۴۳۲
۱۱۔ معجم البلدان یاقوت حموی ج ۳ ص ۴۸۱
۱۲۔ جمهرة انساب العرب امام ابن حزم اندلسی دار المعارف، مصر۔ ۱۳۸۲ء ص ۲۶۶
۱۳۔ چچ نامہ علی بن حامد بن ابو بکر کوفی اوشی سندھی ۶۱۳ھ ص ۷۲،۷۳ البلاذری، ص ۴۲۰
۱۴۔ ایضاً
۱۵۔ تاریخ سندھ اعجاز الحق قدوسی مرکزی اردو بورڈ گلبرگ، لاہور۔ ۱۹۷۶ ج ۱ ص ۵۷

۱۶۔ علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ ڈاکٹر محمد اسحاق (ترجمہ: شاہد حسین رزاقی) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور۔ ص ۵۰

۱۷۔ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ابن حجر العسقلانی کلکتہ ۱۸۸۸ ج ۱ ص ۵۰۳

تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری مرتبہ ڈی گوئے لائیڈن ج ۲ ص ۸۰

۱۸۔ تجرید اسماء الصحابہ حافظ ذہبی، حیدر آباد دکن۔ ۱۳۱۵ھ ج ۱ ص ۱۴۵

اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ عزالدین ابن الاثیر حیدر آباد دکن ج ۲ ص ۳۵

۱۹۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابن عبد البر حیدر آباد دکن ۱۳۳۶ھ ج ۱ ص ۱۱۸

۲۰۔ ایضاً ج ۲ ص ۵۰۴

اسدالغابۃ، عزالدین ابن الاثیر ج ۳ ص ۳۴۵

تجرید ذہبی۔ ج ۱ ص ۳۹۱

اصابہ عسقلانی۔ ج ۳ ص ۱۵۳

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ کتاب الطبقات الکبیر ابن سعد مرتبہ ایڈورڈ سخاؤ لائیڈن ۱۹۳۳۔ ج ۲ ص ۱۰۱

استیعاب، ابنِ عبدالبر، ج ۲ ص ۳۹۳،۳۹۴

اسدالغابہ، عزالدین، ج ۳ ص ۲۹۷،۲۹۸

اصابہ عسقلانی، ج ۲ ص ۹۶۳،۹۶۴

تہذیب التہذیب، ابن حجر عسقلانی، حیدرآباد دکن۔ ۱۳۲۵ھ ج ۶ ص ۱۹۰

خلاصہ تہذیب الکمال صفی الدین، قاہرہ۔ ۱۳۲۲ھ ص ۱۹۳

۲۳۔ اصابہ عسقلانی ج ۱ ص ۴ ایضاً ج ۲ ص ۳۲۲،۳۲۳ خلاصہ صفی الدین ص ۱۳۲

۲۴۔ خلافت راشدہ اور ہندوستان قاضی اطہر مبارک پوری فکر و نظر پبلی کیشنز سندھ اسلامک سنٹر، سکھر۔ ص ۱۸۹ تا ۱۹۲

۲۵۔ تقدمۃ الجرح والتعدیل ابو محمد عبد الرحمٰن بن ابی حاتم رازی ۳۲۷ھ حیدرآباد دکن۔ ص ۹

۲۶۔ البدایہ والنہایہ، ابو الفداء اسماعیل بن کثیر قرشی ۷۷۴ھ، مصر۔ ج ۹ ص ۸۸

۲۷۔ تجرید ذہبی ج ۲ ص ۱۷۵

فتوح البلدان، بلاذری ص ۴۴۲

Eilliot and Dawson ،History of India لندن۔ ۱۹۶۸ ص ۱۳۲

تہذیب التہذیب ابن حجر العسقلانی، ج ۱۱ ص ۲۵۴، ۲۵۵

۲۸۔ خلاصہ صفی الدین ص ۳۳۰

تجرید ذہبی، ج ۲ ص ۱۱۶

تہذیب التہذیب، عسقلانی۔ ج ۱۰ ص ۳۶۲

۲۹۔ خلاصہ صفی الدین ص ۷۳،۷۴

۳۰۔ میزان الاعتدال حافظ ذہبی، قاہرہ۔ ۱۳۲۵ھ ج ۱ ص ۹۷

۳۱۔ خلاصہ صفی الدین ص ۳۱

۳۲۔ شذرات الذهب فی اخبار من ذهب ابن العماد حنبلی، قاہرہ۔ ۱۵۳۱ھ ج ۱ ص ۲۴۷

۳۳۔ کشف الظنون حاجی خلیفہ مرتبہ Fluegel لندن ۱۸۴۲ ج ۳ ص ۲۸

طبقات، ابن سعد ج ۷ ح ۱ ص ۳۶

۳۴۔ کتاب الفهرست ابن الندیم، مصر۔ ۱۳۴۸ ص ۳۱۶

تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، قاہرہ ۱۹۳۱ ج ۳ ص ۲۹۳

شذرات، ابن العماد۔ ج ۲ ص ۲۹۵

معجم البلدان یاقوت حموی مرتبہ Wustenfeld لائپزگ ۱۸۶۶

۳۵۔ کتاب الانساب سمعانی گب میموریل سیریز لندن ۲۶۶ب

۳۶۔ ایضاً ص ۱۳۸، ۱۳۷

۳۷۔ ایضاً ۲۳۷ الف

۳۸۔ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی۔ ص ۳۳۳

۳۹۔ Le Strange ،Land of the Eastern Caliphate کیمبرج ۱۹۱۵ ص ۵۱

۴۰۔ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ج ۱۲ ص ۸۲

تاریخ الکبیر، ابن عساکر، دمشق ۱۳۲۲ھ ج ۴ ص ۱۵۹

۴۱۔ انساب، سمعانی ۲۳۷ الف

معارف ج ۲۴ ش ۴ ص ۲۴۷

۴۲۔ Le Strange ،Land of the Eastern Caliphate ص ۳۷۹

انساب سمعانی ۴۵۱ الف ۴۵۲ ب

۴۳۔ ایلیٹ ہسٹری ج ۱ ص ۳۷۴

Indus Haid Delta Country ہیگ، لندن ۱۸۹۴ ص ۴۴

Gazzetteer of the Province of Sind بمبئی ۱۹۱۹ بی ج ۱ ص ۵۴

۴۴۔ ایضاً

۴۵۔ ایضاً

۴۶۔ فتوح البلدان، بلاذری، ص ۴۴۴

ایلیٹ ص ۳۱۱

المسالک والممالک، اصطخری ج ۲ ص ۲۷

کتاب الانساب مقدسی ص ۴۷۹

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ تاریخ الرسل والملوک طبری ص ۲۷۰

شذرات، ابن العماد، ج ۱ ص ۲۷۲

انصاب سمعانی ۵۹۳ الف

الفوائد البهیه فی تراجم حنفیه عبدالحیٔ لکھنوی مطبع یوسفی لکھنو ۱۸۹۵ ص ۷۳

۴۹۔ تہذیب التہذیب عسقلانی ج٦ ص۲۳۹

۵۰۔ ایضاً

۵۱۔ ایضاً

۵۲۔ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ص۴۷۵

تہذیب التہذیب، سقلانی ص۴۱۹،۴۲۰

انسائکلو پیڈیاآف اسلام ج ۱ ص۱۰۰

انساب، سمعانی ۳۱۴ب

طبقات ابن سعد ج۵ ص۳۰۹

فہرست، ابن الندیم۱۳٦

تذکرۃ الحفاظ حافظ ذھبی حیدرآباد دکن ج۱ ص۲۱٦

معارف ج۲۲ ش۴ ص۲۵۱،۲۵۲

کتاب الانساب مقدسی ص۷۷

معجم البلدان یاقوت حموی ج ۳ ص۲٦٦

۵۳۔ ایضاً

۵۴۔ لے سٹرینج ص ۳۱ تا ۳۳

تاریخ بغداد،خطیب بغدادی۔ ج ۸ ص۳۲۸

تہذیب التہذیب، عسقلانی ج۳ ص۱۵۲

میزان الاعتدال، ذھبی ج۱ ص۳۱۰

۵۵۔ انساب، سمعانی ۳۱۴ الف ۳۱۴ب

۵٦۔ تاریخ بغداد،خطیب بغدادی ج ۵ ص۲۷٦،۲۷۷ انساب سمعانی۳۱۴ب

۵۷۔ ایضاً

۵۸۔ ایضاً

۵۹۔ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ج۱۳ ص۳۲۰

٦۰۔ نزھۃالخواطر وبھجۃالمسامع والنواظر عبدالحیٔ حسنی مقبول اکیڈمی لاہور۱۹۸۵

ترجمہ عبدالحیٔ نوستھروی بحوالہ مجلہ المنار علامہ رشید رضا، مصر